www.KitaboSunnat.com

ثریا بتول ایم۔اے

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت تاجر

یوں تو نوعِ انسانی کے بلند پایہ طبقوں میں ہزاروں لاکھوں انسان ایسے نمایاں ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں اپنے بعد میں آنے والے لوگوں کے لیے مشعلِ راہ اور نمونہ کے طور پر پیش کی ہیں مگر ان کی طویل فہرست میں سے انبیائے کرام کی سیرتیں ہی بطورِ خاص عوام الناس کے لیے اسوہ اور بہترین نمونہ ہیں۔ کیونکہ ان کی سیرتیں ہر لحاظ سے بے داغ اور ان کا دامن حسنِ اخلاق و کردار سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ پھر اس گروہ انبیاء میں سے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سب سے زیادہ درخشاں اور تاباں ہے۔ جملہ انبیائے کرام اپنی امتوں کو وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔ انہیں عذابِ الٰہی سے ڈراتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب اور انعامات کے حصول کے لیے ترغیب و تحریص دیتے رہے۔ بعض انبیاء نے اپنی امتوں کو ظالم و سفاک بادشاہوں کے پنجہ استبداد سے بھی نجات دلائی۔ مگر ان انبیاء کا دائرہ کار محدود تھا۔ وہ اس وعظ و نصیحت، انذار و تبشیر، ترغیب و تحریص یا بصورتِ بعض فرعونی و نمرودی طاقتوں سے نجات و آزادی سے آگے نہ بڑھ سکی۔ لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہمہ صفت موصوف تھی۔ آپ کو تاباں و درخشاں شریعت دے کر اللہ تعالیٰ نے بہت سے اہم مناصب بیک وقت مرحمت فرما دیئے تھے۔ آپ ایک جلیل القدر پیغمبر اور نبی آخر الزمان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نظریاتی فلاحی ریاست کے بانی بھی تھے۔ اس طرح اگر آپ ﷺ مصلحِ اعظم تھے تو ایک بے نظیر سیاستدان بھی۔ قائدِ لشکر تھے تو عظیم فاتح بھی۔ اگر عظیم سربراہِ مملکت تھے تو بے عدیل قاضی القضاۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(چیف جسٹس) بھی۔ اگر عدیم المثال تاجر تھے تو مہربان شوہر شفیق باپ اور مخلص دوست بھی۔ غرض آپ کی ذاتِ گرامی میں ہر قسم کی خوبیاں جمع ہو گئی تھیں۔ نپولین نے ٹھیک کہا ہے کہ عظماء تاریخ میں سے ہر ایک صرف کسی ایک گوشے میں عظیم ہوتا تھا، اور ایک آدھ خوبی کا مالک ہوتا تھا۔ مگر پیغمبر اسلام میں انسان عظیم کے تمام خصائص موجود تھے۔ آنحضورؐ کی سیرت کو خود اللہ تعالیٰ نے کامل ترین سیرت قرار دیا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (قلم)

اور بلاشبہ ایک کامل ترین سیرت ہی انسان کے لیے ایک بہترین اسوہ بن سکتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ آپؐ، معاشرہ کی فلاح و بہبود اور اصلاح و تربیت کے لیے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ آپؐ آزادی کے علمبردار، حریتِ فکر کے نقیب، باعزت زندگی کی طرف بلانے والے داعی اعظم اور اخوت و مساوات کے بانی مبانی تھے۔

انسانی تاریخ کے تاریک ترین دور میں جزیرہ نمائے عرب جیسے غیر مہذب ملک میں پیدا ہوئے۔ جہاں کے مکین خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے جو تہذیب و تمدن اور شائستگی سے یکسر ناآشنا تھے۔ معمولی معمولی باتوں پر ان میں معرکہ آرائیاں ہوتیں اور پھر مدتہائے دراز تک ان کا سلسلہ کہیں ٹوٹنے میں نہ آتا تھا۔ قتل و غارت، مار دھاڑ، لوٹ کھسوٹ ان کی رگ و پے میں خون کی طرح سرایت کر چکا تھا، وہ وحدت و یگانگت کے دشمن، قبائلی حمیت و غیرت پر مر مٹنے والے۔ حکومت و تنظیم سے بالکل ناواقف، شجر و حجر، نجوم و قمر اور نام نہاد اصنام کے پجاری، اجڈ اور وحشی، علم و ہنر سے یکسر کورے تھے، زنا قمار بازی و شراب خوری کے قبیل کی ہر برائی ان میں تھی۔ ایسے ماحول اور ایسی فضا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ نے انھیں بتوں کی پوجا پاٹ سے منع فرمایا۔ توحید اور اخوت و مساوات کی طرف دعوت دی۔ انھیں آزادی فکر و عمل سے بہرہ مند کیا۔ علم و معرفت اور تہذیب و تمدن سے آشنا کیا۔ انہیں اتحاد، تنظیم اور وحدت کی لڑی میں پرو دیا اور جسدِ واحد کی طرح متفق و منظم کر دیا۔ جن لوگوں نے آپ کی دعوت پہ لبیک کہی انھیں فرشتہ خصلت بنا دیا۔ آپ کے متبعین چمنستانِ حق کے وہ گُل خوشبو تھے کہ ان ہی نے عظیم ترین راہبر و راہنما، مصلح و سپہ سالار پیدا ہوئے، جنہوں نے آپؐ کے بعد زمامِ حکومت سنبھالی اور جلد ہی روم و ایران کی عظیم مملکتوں کو زیر و زبر کر کے روئے زمین کے آدھے حصے پر الٰہی حکومت کا پھریرا لہرا دیا۔ انہوں نے علوم نقلی و عقلی کی مجلسیں اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفلیں آراستہ کیں۔ جن سے بڑے بڑے مفسرین۔ محدثین۔ فقہاء۔ قاضیوں۔ فلسفیوں وغیرہ نے جنم لیا۔ اس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم امت کی تشکیل کی۔

بلاشبہ عظیم شخصیتیں ہی تاریخ ساز ہوتی ہیں کیونکہ تاریخ عظیم کارہائے نمایاں انجام دینے والوں اور صفحہ ہستی پر انمٹ نقوش کارکردگی ثبت کرنے والوں کے تذکرے کا ہی نام ہے۔ آپ سے پہلے روم وایران کا نام تاریخ تھا۔ اور روئے ارض پر انہی کا سکہ رواں دواں تھا۔ انہی کی تہذیب و تمدن، علوم وفنون کا ہر جا چرچا تھا، انہی کا ہر جگہ دبدبہ، رعب اور غلغلہ تھا۔ آپ اٹھے تو تاریخ کا رخ بدل کر رکھ دیا۔ آپؐ نے نہ صرف روم وایران کی سطوت وشوکت کو ختم کیا بلکہ تمام اقوام عالم پر اپنی بالادستی قائم کر دی۔

اس مختصر سے مقالے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے گوناگوں پہلوؤں میں سے ایک پہلو یعنی محسن انسانیت اعظم بحیثیت تاجر، پر قدرے تفصیل سے بحث کریں گے۔ کیونکہ ہمارے اس مضمون کا مرکزی نقطہ یہی ہے۔ اس پہلو پر گفتگو کرنے کے لیے ہمیں جزیرہ نمائے عرب کے ماحول پر نگاہ ڈالنی ہوگی، جو ایک بالکل بے آب وگیاہ علاقہ ہے۔ جہاں کھیتی باڑی کرنے یا مویشی پالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور چونکہ اس دور میں اہل عرب علم وہنر اور فنون سے بھی نا آشنا تھے۔ اس لیے ان کے لیے معاش کے طور پر ایک پیشہ تجارت ہی بہترین قرار پا سکتا تھا۔ ویسے بھی جزیرہ نمائے عرب دنیا کے عین وسط میں ہونے کی بنا پر مختلف مملکتوں کے درمیان ایک بہترین مقام اتصال تھا۔ اس لیے یہاں کے باشندوں کا عام پیشہ تجارت تھا۔ اور وہ تجارت کے سلسلہ میں دور دراز کے ممالک کی طرف سیاحی کرتے رہتے تھے۔ ان کے تجارتی قافلے ایک جانب تو بحر ہند سے لے کر بحیرۂ روم تک اور دوسری جانب جنوب عرب میں عمان ویمن سے لے کر شمال میں فلسطین وشام تک چلتے رہتے تھے، اس طرح یہ بڑی بڑی تجارتی شاہراہیں انہی کے قبضہ میں تھیں اور ان کے بڑے بڑے تجارتی کاروان مال واسباب سے لدے ہوئے آتے جاتے رہتے تھے۔ موسم گرما میں ان کے سفر شمال میں شام کی طرف ہوتے اور موسم سرما میں جنوب میں عمان ویمن کی طرف۔ آبادی کا بیشتر حصہ اسی تجارت پر گزر بسر کرتا، اپنا بیشتر سرمایہ تجارتی کاموں میں لگائے رکھتا۔ قافلوں کی واپسی پر منافع آپس میں تقسیم ہوتے۔

یہ تاجر پیشہ لوگ دوسرے باشندوں کی نسبت خوشحال اور آسودہ تھے۔ ان میں سے قبیلہ قریش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تجارتی مقام تو بہت بلند تھا، بلکہ وہ عرب کی پوری تجارت پر حاوی تھے جس کی شہادت قرآن کریم خود فراہم کرتا ہے۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ۔ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ۔(قریش)

(قریش کے خوگر ہونے کی بنا پر۔ یعنی اپنے جاڑے اور گرمی کے سفروں سے خوگر ہونے کی بنا پر)

عصرِ حاضر کے مشہور محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی فاضل کتاب "رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی" میں لکھتے ہیں "چین و عرب کی تجارت عرب ہی سے ہو کر یورپ جاتی تھی، قریش کا عرب کی تجارت پر حاوی رہنا، مصر و شام، عراق و ایران، یمن و عمان، حبش و سندھ وغیرہ سے انہوں نے جو تجارتی معاہدے (ایلاف) کر رکھے تھے اور "رحلۃ الشتاء والصیف" کے باعث شمال و جنوب کے جس طرح قلابے ملاتے رہتے تھے۔ وہ سب جانتے ہیں۔ (ص ۴۷)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) نے خانوادۂ قریش میں ہی آنکھیں کھولیں۔ اور اسی تجارتی ماحول میں نشوونما پائی۔ لہٰذا آپ تجارت جیسے مقدس پیشہ سے الگ کیسے رہ سکتے تھے۔ آپ کے چچا حضرت ابوطالب بھی تاجر تھے اور تجارت کے لیے دور دراز کے سفر اختیار کیا کرتے تھے۔ دادا کی وفات کے بعد انہوں نے آپ کی پرورش کا ذمہ اپنے کندھوں پر اٹھایا اور آپ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب رکھا۔ اسی محبت کی بنا پر آپ کو اپنے ساتھ ان سفروں پر لے جانے لگے۔ آپؐ پہلی بار ۱۲ بارہ سال دو ماہ کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کی معیت میں شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اسی سفر میں عیسائی (یا بقولِ بعض یہودی) راہب "بحیرا" کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے حضور کے پُرنور و پرجلال چہرے پر علاماتِ نبوت مرتسم دیکھیں اور آپ کو آنے والے نبی کی پیشینگوئی کا مصداق پایا تو حضرت ابوطالب کو تاکید کی کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر عظیم انسان بنے گا لہٰذا اسے شام کے یہودی دشمنوں سے بچایا جائے۔ چنانچہ حضرت ابوطالب نے فی الفور آپ کو مکّہ واپس بھیج دیا۔

آپ کو تجارت سے بڑی دلچسپی تھی۔ آپ اپنے پیارے چچا ابوطالب کے کندھوں کو جو پہلے ہی کثیر العیال تھے مزید گرانبار نہ کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے تجارت کو جاری رکھا۔ آپ اپنے تجارتی معاملات بڑی دیانتداری سے نباہتے۔ راستبازی اور صدق و دیانت کا بڑا خیال رکھتے۔

کاروبار کی کامیابی اور اپنی ساکھ برقرار رکھنے کے لیے صدق و دیانتداری کے دو سیدھے سادھے اصول ہیں، بالفاظ دیگر راستبازی اور دیانتداری پر ہی دوکانِ تجارت کا چمکنا ممکن ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہی اپنے اوصاف کی بنا پر مکّہ کے کامیاب ترین تاجر ثابت ہو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ اور پوری قوم میں آپؐ کا نام "صادق" اور "امین" مشہور ہوگیا۔ آپ کی راستبازی اور حسن کردار کا سکہ ہر فرد بشر کے دل پر بیٹھ گیا[1] اور مکہ کے بڑے بڑے تاجر اور مالدار یہ خواہش کرنے لگے کہ آپؐ ان کا سرمایہ اپنے ہاتھ میں لے کر ان کے کاروبار چلائیں۔ آپؐ کچھ دیر تک سائب بن قیس مخزومی کے سرمایہ سے تجارت کرتے رہے۔ بلکہ انہوں نے ہی آپؐ کو تاجر امین کا لقب دیا تھا۔

ان دنوں مکہ میں سب سے زیادہ مالدار ایک معزز خاتون خدیجہ بنت خویلد تھیں۔ جو دو بار بیوہ ہو چکی تھیں۔ انہوں نے باپ سے کثیر جائیداد ورثے میں پائی تھی۔ اور اب تمام تر توجہ تجارت کی طرف مبذول

---

[1] آپ کی امانت و دیانت کی متعدد مثالیں ہمیں آپ کی سیرتِ مقدسہ میں نظر آتی ہیں۔ مثلاً نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد جب آپ کو اعلانِ توحید واشگاف الفاظ میں سنانے کا حکم ہوا تو آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور پوری قوم کو ندا دی۔ جب عوام الناس اکٹھے ہوگئے تو آپ نے فرمایا: "اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک حملہ آور فوج چلی آرہی ہے۔ تو کیا مجھ پر اعتماد کرو گے؟" تمام مجمع بیک زبان پکارا۔ "کیوں نہیں ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے پایا ہے"

قبیلہ اراش کے ایک شخص کا قصہ بڑا دلچسپ ہے۔ وہ کسی کام کے لیے مکہ آیا۔ اس کے پاس ایک اونٹ تھا۔ ابوجہل نے اس سے اونٹ کا سودا کر لیا۔ مگر قیمت ادا کرنے میں لیت و لعل کی۔ وہ مکہ میں اجنبی تھا۔ اس لیے یکے بعد دیگرے اشرافِ مکہ کے پاس فریاد کرنے کے باوجود اس کی مقصد برآری نہ ہوسکی۔ ایک دفعہ اشرافِ مکہ کی مجلس جمی ہوئی تھی، فوراً وہاں پہنچا۔ اور تمام اہل مجلس سے اپیل کی کہ مجھ جیسے بے آسرا مسافر کو کوئی شخص ابوجہل سے اونٹ کی قیمت دلا دے۔ مگر تمام مجلس میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوسکی۔ آخر ان میں سے ایک شخص ازراہِ تمسخر بولا۔ محمدؐ (فداہ ابی وامی) کے پاس جاؤ تمہیں قیمت وصول ہو جائے گی۔ ان دنوں ابوجہل کی عداوتِ رسول اپنے پورے جوبن پر تھی۔ وہ غریب فی الفور حضورؐ کے پاس پہنچا۔ اور ماجرا بیان کرکے مدد کی درخواست کی۔ آپ فوراً اس کے ساتھ چل دیئے ابوجہل کے مکان پر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوجہل نے دروازہ کھولا۔ اس شخص کو آپ کے ہمراہ دیکھ کر اس کا رنگ فق ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا اس شخص کا حق اسے ادا کر دو۔ ابوجہل نے بے چون وچرا فوراً قیمت ادا کر دی۔ بعد میں ابوجہل نے شرکائے مجلس سے اعتراف کیا: "اس شخص (محمدؐ) نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی آواز سن کر یکایک مجھ پر ناقابلِ بیان رعب طاری ہوگیا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رکھی تھی۔ انہوں نے حضور کریم کی تعریف سنی تو خواہش ظاہر کی کہ آپؐ ان کا سامانِ تجارت سرزمینِ شام کی طرف لے جائیں اور معاملہ یہ طے ہوا کہ وہ آپ کو دوسرے لوگوں کی نسبت دوگنا منافع دیں گی۔ انہوں نے اپنے غلام میسرہ کو بھی آپ کے ہمراہ کر دیا۔ آپؐ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب سے مشورہ کرنے کے بعد یہ پیش کش قبول کر لی اور میسرہ کے ہمراہ ۲۳ یا ۲۴ برس کی عمر میں دوسری شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ کو پہلے کی نسبت تگنا چگنا نفع حاصل ہوا۔ ساتھ ہی میسرہ نے آپ کے حسنِ معاملت اور صداقت و امانت کی چشم دید داستان سنائی تو حضرت خدیجہ آپؐ سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنی سہیلی یا کنیز نفیسہ کے ہاتھ فی الفور آپ کو شادی کا پیغام بھجوا دیا۔ آپؐ نے اپنے چچا سے مشورہ کرنے کے بعد بشرح صدر ان کا یہ پیغام قبول فرمایا۔ اس طرح یہ پچیس سالہ نوجوان اپنے سے پندرہ برس بڑی خاتون سے جو پہلے دو دفعہ بیوہ ہو چکیں تھیں، رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گیا۔

نکاح کے بعد حضرت خدیجہؓ نے اپنا سارا مال حضورؐ کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ مگر آپ نے ان کا سارا مال غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی امداد پر صرف کر دیا اور اپنی معاشِ تجارت کو برقرار رکھا۔ اسی سے اپنے کنبے کی گزر بسر کرتے۔

اس دورِ جاہلیت کا ایک واقعہ حضرت عبداللہ بن الحمساء سے منقول ہے، کہ بعثت سے قبل خرید و فروخت کے معاملے میں انہوں نے حضورؐ کے ساتھ وعدہ کیا کہ آپ یہاں ٹھہریں میں ابھی گھر سے قیمت لے کر آتا ہوں۔ مگر گھر جا کر وہ اپنے وعدے کو بھول گئے اور بات آئی گئی ہو گئی۔ تیسرے روز اتفاقاً عبداللہ کا گزر اسی مقام سے ہوا۔ تو دیکھا کہ آنحضورؐ اسی جگہ قیام فرما ہیں۔ آپکو دیکھ کر انہیں اپنا وعدہ یاد آیا تو آپ سے معذرت کی آپ ان سے ناراض ہوئے نہ ڈانٹ ڈپٹ کی، بس اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے "عبداللہ تم نے مجھے بڑی زحمت دی، میں تین دن سے اسی جگہ کھڑا ہوں"۔

(ابوداؤد)

عرب میں ہر سال جو مشہور تجارتی میلے منعقد ہوتے۔ تو حضور کریم بھی اپنا سامان تجارت ان میلوں میں لے جایا کرتے آپ کی دیانتداری کی بنا پر آپ کا سامان میلے میں آتے ہی ہاتھوں ہاتھ بک جاتا۔ ایک دفعہ ایک میلے میں آپ بیس اونٹ لائے مگر اسی وقت کسی کام سے باہر جانا پڑ گیا، تو اپنے غلام کو تاکید کر گئے کہ ان اونٹوں میں سے ایک لنگڑا ہے۔ اس کی نصف قیمت وصول کی جائے فارغ ہو کر آپ واپس تشریف لائے تو اونٹ فروخت ہو چکے تھے۔ غلام سے دریافت فرمایا تو اس نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معذرت کی کہ مجھے خریداروں کو لنگڑے اونٹ کی بابت بتانا یاد نہ رہا۔ اور میں نے اس کی بھی پوری قیمت وصول کر لی۔ آپ نے خریداروں کا اتا پتا دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ یمن کی طرف سے آئے تھے آپؐ کو اس واقعہ پر بڑا ملال تھا، فوراً غلام کو ساتھ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی تلاش میں چل دیئے۔ ایک دن اور ایک رات کی مسافت طے کرنے کے بعد ان کو جا لیا۔ اور ان سے پوچھا کہ تم نے یہ اونٹ کہاں سے خریدے ہیں۔ وہ بولے کہ ہمارے مالک نے ہمیں یمن سے میلے میں محمدؐ بن عبداللہ کے تمام اونٹ خریدنے کے لیے بھیجا تھا اور تاکید کی تھی کہ اس کے سوا کسی اور سے کچھ سامان نہ خریدنا۔ ہم وہاں تین دن تک محمدؐ کے مال کو تلاش کرتے رہے۔ آخر تین دن کے بعد ان کا مال منڈی میں آیا۔ تو ہم نے اطلاع پاتے ہی خرید لیا۔ آپ نے فرمایا بھائیو! ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ لنگڑا ہے۔ سودا کرتے وقت میں میرے ملازم کو بتانا بھول گیا۔ اب وہ اونٹ مجھے دے دو اور اس کی قیمت واپس لے لو، یا پھر اس کی آدھی قیمت مجھ سے وصول کر لو۔ اتفاق سے انہیں ابھی تک اونٹ کے لنگڑے پن کا علم نہ ہوا تھا، مگر آپ نے وہ اونٹ فوراً پہچان لیا اور وہ اونٹ ان سے لے کر فوراً اس کی قیمت واپس کر دی بعد میں جب آپؐ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو انہوں نے کہا ہم تو پہلے ہی سوچتے تھے کہ ایسا شخص کوئی معمولی آدمی نہیں ہو سکتا۔ فوراً خدمتِ اقدس میں پہنچے اور شرفِ اسلام سے بہرہ مند ہو گئے۔

یہ اسی راستبازی کا اثر تھا کہ لوگ اپنی قیمتی امانتیں بلا کھٹکے آپ کے پاس رکھ جاتے اور جب چاہتے صحیح سلامت واپس لے لیتے۔ اعلانِ نبوت کے بعد بھی آپ کے جانی دشمن اپنی امانتیں آپ ہی کے پاس رکھا کرتے۔ حتیٰ کہ ہجرت کی رات کو جب کہ اعداءِ اسلام نے ننگی تلواروں کے ساتھ آپ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا۔ "تم آج رات میرے بستر پر لیٹ جاؤ، اور کل ہر ایک کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آجانا۔"

تجارت کی خاطر آپ نے بصریٰ اور مدینہ کی جانب بھی کئی تجارتی سفر کئے! اور انہی سفروں کے درمیان آپؐ قریش کی تجارتی شاہراہوں کے ہر پیچ و خم سے آگاہ ہو گئے۔ خصوصاً مدینہ کی سیاسی اور جغرافیائی حیثیت اچھی طرح سمجھ لی [1]

[1] مدینے سے واقفیت آپ کے لیے بعد از نبوت مدنی دور میں بڑی اہم ثابت ہوئی، اسی کی بنا پر آپ کو مدینہ جاتے ہی اہل مکہ کو مرعوب کرنے اور فوری دباؤ کی پالیسی بنانے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ دوسری طرف تاجر بن کر کاروانوں میں شریک ہونے کی بنا پر آپ قریش کے بڑے بڑے تجارتی ذرائع سے بخوبی واقف ہو چکے تھے۔ چنانچہ مدنی دور میں بڑی سوجھ بوجھ اور دوراندیشی سے طلایہ گردی کی مہمات اطرافِ عرب میں کامیابی سے بھیجتے رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چالیس برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصبِ نبوت سے سرفراز فرمایا اور بتدریج آپ کے کندھوں پر تمام دنیا کی ہدایت و رہبری کا بوجھ ڈال دیا۔ اب آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کی بنا پر تجارت کو خیرباد کہا۔ اپنے تمام تر قوٰی اور صلاحیتیں اپنے عظیم تر مشن یعنی تحریکِ اسلامی کی تبلیغ پر صرف کر دیں۔ اس نئی تحریک اور نئے دین کی تبلیغ میں تن من دھن کی بازی لگا دی، آخر تیرہ سال کی زہرہ گداز اور جانگسل کشمکش کے بعد آپ مدینہ منورہ میں ایک فلاحی اسلامی مملکت کی داغ بیل ڈالنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس اسلامی ریاست میں تمدن کے ہر شعبے میں گوناگوں انقلاب انگیز اور دور رس اصلاحات نافذ فرمائیں۔ جن کی بنیاد خدا ترسی، ایمانداری توحید و رسالت، راستبازی صدق و امانت اور آخرت میں جوابدہی کے احساس پر رکھی۔ اس طرح دین و دنیا، مذہب و سیاست، معیشت و معاشرت، اخلاق و اعمال حقوق اللہ و حقوق العباد غرض کہ ہر شعبہ زندگی کو رضائے الٰہی کے تابع کر دیا۔

اس دور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انقلابی ضابطہ اخلاق مقرر فرمایا یہ ضابطۂ اخلاق اتنا تابندہ و درخشندہ ہے کہ اس کے کسی اصول یا قانون پر کسی کو انگلی اٹھانے یا حرف گیری کرنے کی مجال نہیں اور اس پر عمل پیرا ہونے سے کسی قوم مالی بحران پیدا نہیں ہو سکتا۔ زراعت یا کسی دوسرے ذریعہ معاش کی نسبت آپ تجارت کو بہت پسند فرماتے تھے[1]

آپ سے ایک بار سوال ہوا کہ کونسی کمائی پاکیزہ ترین ہے؟ فرمایا "اپنے ہاتھوں سے کام کرنا اور ہر حلال و جائز بیع۔" (احمد عن رافع بن خدیج)

"دینی فرائض کی بجا آوری کے بعد سب سے بڑا فرض حلال طریقے سے اپنی معاش حاصل کرنا ہے" تجارت میں حلال اور جائز ذرائع اختیار کرنے پر بڑا زور دیا اور ہر طرح کے ناجائز کاروبار سے منع فرمایا۔ ایک بار ایک شخص کا ذکر کیا جو سفر پر سے آرہا ہو۔ سفر کی وجہ سے گرد و غبار میں اٹا ہوا اور پراگندہ بال ہوں۔ وہ ہاتھ اٹھا کر بآواز بلند بارگاہ الٰہی سے التجا کرے "اے میرے رب"۔ "اے میرے رب" حالانکہ اس کا کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا اور خوراک و لباس سب حرام آمدنی کے ہیں سو اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟" (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

---

[1] بیع کرنے والوں کا نام سب سے پہلے آپ نے "تاجر" رکھا۔ پہلے انہیں "سماسر" کہا جاتا تھا، اور اس نئے نام کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت میں حسنِ معاملہ، صداقت و دیانت اور راستبازی کی ہر دم تاکیدی نصیحت فرماتے رہتے فرمایا "قیامت کے روز تاجر فجّار کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے بجز اس تاجر کے جو اپنے معاملات میں خدا ترس رہا۔ لوگوں سے حسنِ سلوک کیا اور ہر معاملہ میں سچائی کا دامن تھامے رکھا۔ (عن عبید بن رفاعہ)

ایک گندم کے ڈھیر کے پاس سے گذرے، اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو آپ کی انگلیاں نم آلودہ ہوگئیں۔ فرمایا" اے گندم کے مالک یہ کیا بات ہے" عرض کی یا رسول اللہ گندم بارش سے بھیگ گئی تھی" یہ سن کر آپ نے فرمایا" تو تو نے اس گیلی گندم کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ خریدنے والے اس کو دیکھ سکتے۔ یاد رکھ جس نے دھوکہ فریب سے کام لیا۔ اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں" (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)۔

اس طرح آپ نے ملاوٹ وجعل وفریب اور دھوکہ دہی کی ہر قسم کو منع قرار دیا۔ کسی عیب دار چیز کا عیب گاہک کو بتائے بغیر اسے فروخت کرنے سے روکتے ہوئے فرمایا:

"جو شخص کوئی عیب دار چیز اپنے گاہک کو مطلع کرنے کے بغیر فروخت کر دے تو اس پر اللہ تعالےٰ ناراض رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں"

اسلام جس قسم کا سماج پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس کی اہم خصوصیت یہ ہے تو ایک طرف تو لوگوں کو مکارمِ اخلاق کی تکمیل پر ابھارتا ہے۔ ان مکارمِ اخلاق کی بنیاد اگر ایک طرف وہ اللہ کی رضا جوئی اور آخرت کی جوابدہی کے احساس پر قائم کرتا ہے تو دوسری طرف لوگوں کو اپنے حقوق سے زیادہ، دوسروں کے حقوق کا لحاظ رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ ساتھ ساتھ اس کے دل سے خود غرضی اور مادی فائدوں کی محبت نکالنے کے لیے اُخروی سزاؤں سے بھی ڈراتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاروباری معاملات میں کوتاہی کرنے والوں کو جسمانی سزائیں دینے، جرمانہ کرنے یا قید وبند کی دھمکیاں دینے کی بجائے اپنے پیروؤں کو ہر وقت حشر اور اس کی بازپرس کی یاددہانی میں مصروف رہتے۔ آپ نے ہمیشہ اللہ کی ناراضگی اور اخروی سزاؤں کا خوف تاجروں کے ذہنوں میں پیدا کیا۔ چنانچہ بلیک مارکیٹنگ جس میں خود غرض بندۂ زر اپنی ہوسِ زر کی تسکین بہم پہنچانے کے لیے ارزاں نرخوں پر بنیادی ضروریاتِ زندگی خرید کرتے ہیں پھر ان کو ایک دم کھلے بازار سے غائب کر دیتے ہیں اور بعد میں چور بازاری میں ان کو مہنگے داموں فروخت کرکے اپنی تجوریاں بھر لیتے ہیں، اس چور بازاری کے متعلق آپ نے فرمایا:

"جو شخص چالیس دن کے لیے غلّہ روک لے رکھا ہے بعد میں اسے خیرات بھی کر دے تب بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے گناہ کا کفارہ ادا نہیں ہو سکتا" اور "جو شخص مسلمانوں کا غلہ روک لے تو اسے اللہ تعالیٰ جذام (بدنی ابتلاء) اور افلاس (مالی نقصان) میں مبتلا کر دے گا۔

سٹہ بازی کی قبیح لعنت بھی کم و بیش ہر تاجر میں پائی جاتی ہے آپؐ نے اس سے سختی سے منع فرمایا "جو شخص کسی سے کوئی چیز ادھار خریدے۔ پھر اس پر پوری طرح قبضہ کیے بغیر اسے آگے فروخت نہ کرے" ابن عباس سے روایت ہے کہ حضورؐ نے جس بات سے منع فرمایا وہ یہ ہے کہ غلہ پر قبضہ ہونے سے پہلے ہی اسے فروخت کیا جائے۔ اور میرے خیال میں ہر چیز کا معاملہ یکساں ہے۔ (متفق علیہ)

کاروباری امانت و دیانت سے اگر شخصی اخلاق بہت بلند ہو جاتا ہے تو دوسری طرف یہ چیز سماج کی تعمیر ترقی اور بقا کے لیے بھی بہت ضروری ہے، یہ صاف ستھری تجارت جس میں انسان ہر قسم کے مادی نفع و نقصان سے بالاتر ہو کر امانتداری کے اصولوں کو اپناتا ہے۔ یہ اس کے لیے دنیا میں ہر اعتبار سے مفید رہتی ہے۔ اسی سے باہمی اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ بائع اور خریدار چاہے فرد کی سطح پر ہوں یا گروہوں یا قوموں کی سطح پر) ایک دوسرے پر بھروسہ کرتے ہیں اور بالآخر یہ بھروسہ اور اعتماد کی فضا ہی تاجروں کی ساکھ اور شہرت کو قائم کر کے ان کے لیے خوشحالی اور ترقی کے دروازے کھولتی ہے۔ اخروی لحاظ سے بھی دیانتدار تاجر ہی کامیاب ترین ثابت ہو گا۔ جیسا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ "امانت دار اور راستباز تاجر قیامت کے روز صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا"

اس کے برعکس تجارتی معاملات میں بددیانتی اور کاروبار میں لوگوں سے دھوکا فریب اگر ایک طرف خود انسان کو مادہ پرست اور پست اخلاق بناتا ہے تو دوسری طرف اس کی زد قوم کے ہر فرد بشر پر پڑتی ہے جب یہ ذہنیت پروان چڑھنے لگتی ہے۔ کہ تاجر اپنا حق پورا وصول کرنے اور دوسروں کا حق مار لینے کو ہی اپنا فائدہ سمجھتا ہے تو اس سے بے شمار اخلاقی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور زندگی کا پورا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ آپس کا بھروسہ اعتماد جاتا رہتا ہے۔ تعلقات خراب ہوتے ہیں۔ ہر شخص دوسرے سے بڑھ کر بے ایمانی اور بدمعاملگی کرنے پر تل جاتا ہے۔ اور پھر یہ برائی ہر قدم پر دوگنی اور چوگنی ہوتی جاتی ہے، بالآخر پورا معاشرہ اس کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ملاوٹ ہی کو لیجیے جس سے ایک مفید اور خاص چیز عمداً اپنی ذاتی مفاد کی خاطر مضر اور مسموم بنا کر تاجر عوام کی صحت پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور عوام کو صنعت کاروں اور کانٹھداروں کے خلاف اکساتے ہیں جس سے امیر و غریب کی طبقاتی جنگ پیدا ہوتی ہے۔

اسی لیے آپؐ نے بطور اہم اصول و قانون کے مسلمانوں کو وزن و تول وغیرہ کا پورا پورا خیال رکھنے کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا۔
اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا
(بنی اسرائیل ۳۵)
(پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو۔ اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو، یہ اچھا طریقہ ہے اور بلحاظ انجام بھی بہتر ہے)

اس کے برعکس ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی۔ تجربہ شاہد ہے کہ انفرادی و اجتماعی ہر لحاظ سے تقویٰ پیدا کرنا اور اخروی عذاب سے بچنے کی تلقین و ترغیب دلوں کے اندر پیدا کرنا سخت جسمانی سزاؤں اور مالی جرمانوں سے کہیں مؤثر ثابت ہوتا ہے۔
وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۔ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۔۔
(تطفیف ۔ آیت ۱ - ۶)
(ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کے لیے۔ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں۔ اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ کیا انہیں اس بات کا یقین نہیں کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے ایک بڑے سخت دن میں جس دن کہ لوگ اپنے رب کے روبرو کھڑے ہوں گے۔)

چنانچہ آپ کبھی کبھی بازار نکل جاتے، اور اوزان اور پیمانوں کی دیکھ بھال کرتے (بعد میں اسی بنا پر یہ چیز اسلامی حکومت کے فرائض میں داخل ہو گئی کہ وہ ہر قسم کی بددیانتی اور بے ایمانی کو روکے) آپ خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے کو بڑا ناگوار سمجھتے اور نصیحت فرماتے: اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَاِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ ۔ (مسلم عن ابی قتادۃ) (یعنی بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے احتیاط برتو، کیونکہ اس طرح مال تو بک جاتا ہے، مگر برکت جاتی رہتی ہے۔

مسلم کی دوسری روایت میں ابوذر سے مروی ہے کہ جھوٹی قسموں سے اپنا سامان بیچنے والے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ روز قیامت قطعاً نظر التفات نہ فرمائے گا، نہ ان سے کلام کرے گا، نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا۔۔۔ آپ تجارت میں ہمیشہ نرم روی، احسان کرنے اور درگزر کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ پہلی امتوں میں سے ایک شخص فوت ہونے لگا۔ ملک الموت نے اس کی روح قبض کرتے وقت اس سے پوچھا، تم نے کبھی کوئی نیک کام کیا ہے؟ وہ بولا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ فرشتہ بولا غور تو کرو، اس نے عرض کی مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ میں تجارت میں لوگوں سے حسن معاملہ سے پیش آتا۔ امیر کو مہلت دیتا اور نادار کو معاف کر دیتا[۱]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اللہ نے اسے اسی عمل کے بدلے جنت میں داخل کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ''میں اس سے زیادہ معاف کرنے کا سزاوار ہوں۔ اس لیے میرے بندے سے درگزر کرو۔''

آپ کا ذاتی اسوہ

سعید بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے اور مخرمہ عبدی نے ہجر سے کچھ کپڑا خریدا اور مکہ میں فروخت کرنے لگے۔ رسول اکرمؐ ہمارے پاس سے گذرے ہم سے کچھ پاجاموں کا سودا کیا۔ وہاں قریب ہی ایک شخص مزدوری پر کچھ تول رہا تھا۔ آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا زِنْ وارْجح تولو مگر دیکھو جھکتا تولنا۔ (راوی کا بیان ہے کہ اس سے پہلے ہم نے ایسا عمدہ کلام نہیں سنا تھا)

حضرت جابر بیان کرتے ہیں، میرا کچھ قرض حضور اکرمؐ کے ذمے واجب الادا تھا۔ آپ نے مجھے قرض بھی ادا کیا اور کچھ مال مزید بھی (بطور شکریہ و امتنان) مرحمت فرمایا۔ (ابوداؤد)

عبداللہ بن ابی ربیعہ سے مروی ہے حضورؐ نے مجھ سے چالیس درہم قرض لیے۔ جب آپؐ کے پاس مال آیا تو آپ نے مجھے قرض ادا کر دیا اور دعا فرمائی اللہ تعالیٰ تیرے اہل وعیال اور مال ومنال میں برکت دے قرض کا عوض شکریہ کے ساتھ ادائیگی ہے۔ (نسائی)

ایک شخص نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرض کا تقاضا کرتے ہوئے کچھ درشت کلامی کی یہ صحابہ کرامؓ کو بڑی ناگوار گذری۔ مگر آپ نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو۔ صاحب مال کو بولنے کا حق ہے۔ اسے ایک اونٹ خرید کر دے دو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس نے آپ کو جو اونٹ دیا تھا ہمیں ویسا مل نہیں رہا البتہ اس سے عمدہ مل سکتا ہے۔ فرمایا وہی خرید کر دے دو تم میں سے بہترین وہ شخص ہے۔ جو ادائیگی میں اچھا ہے۔

ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک غلام حاضر ہوا اور آپ کے دستِ مبارک پر ہجرت کی بیعت کی۔ (آپ کو اس کے غلام ہونے کا علم نہ تھا) بعد میں اس کا آقا آیا۔ اور آپؐ سے اپنے غلام کا مطالبہ کرنے لگا۔ آپؐ نے اسے خرید لینے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ بمشکل دو حبشی غلاموں کے بدلے اسے فروخت کرنے پر آمادہ ہوا۔ آخر آپ نے اسے دو غلاموں کے بدلے میں خرید لیا۔ اور آئندہ کے لیے جب بھی کسی سے بیعت لیتے تو اس سے پوچھ لیتے آیا آزاد ہے یا غلام۔

مدینہ میں ایک تجارتی قافلہ وارد ہوا۔ اور شہر سے باہر ٹھہرا۔ اتفاقاً حضرت اُدھر سے گذرے۔ آپ نے ایک اونٹ کا سودا کر لیا اور یہ کہہ کر اونٹ لے آئے کہ ابھی قیمت بھجوائے دیتا ہوں۔ بعد میں قافلے والوں کو تشویش ہوئی کہ بغیر کسی تعارف کے معاملہ کر بیٹھے۔ اس پر سردارِ قافلہ کی خاتون بولی ''مطمئن رہو

تو مطمئن رہو میں اپنے پاس سے رقم ادا کر دوں گی'' یہ واقعہ طارق بن عبداللہ نے بیان کیا جو خود شریک قافلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ